سالانہ قیمت ۶/ | رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر
(مینو منزل۔ وارث روڈ) لاہور
پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم۔ اے (ایمپرس روڈ لاہور) مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے۔
اور مضامین و اشتہارات
وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹر
ارسال فرما کر ممنون فرمائیں ۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۰	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۷۔ جولائی ۱۹۲۲ء	نمبر ۲۷

غزل

از نتائجِ طبع منشی حشمت اللہ حشمت تلمیذ جناب افسر الشعراء خاقانیٔ ہند مولینا مولوی نصیر الدین صاحب نصیر بٹالوی۔

ہم نے نُورِ اقدس سے پایا نشاں تیرا — دل کے ہوتے کیوں ہوتا لامکاں مکاں تیرا
جان و دل فدا تجھ پر ہو اگر تو غم کیا ہے — جان ہے بالیقین تیری دل ہے بیگماں تیرا
عندلیبِ بیدل کی بے سبب نہیں فریاد — بوئے برگِ گل تیری۔ رنگِ گلستاں تیرا
خالقِ سماو الارض کون ہے؟ تو ہی تو ہے — کس کی ہے زمیں؟ تیری۔ کس کا آسماں؟ تیرا
مثلِ مہرِ تاباں ہے تو۔ اگرچہ پنہاں ہے — ذرہ ذرہ دیتا ہے، بے نشاں نشاں تیرا
تیری ذات یکتا ہے۔ تو ہی سب کا مولا ہے — سجدہ گاہِ دو عالم۔ سنگِ آستاں تیرا
دی ہیں نعمتیں تو نے کیسی کیسی انساں کو — کیا ادا ہو بندے سے شکرِ مہرباں تیرا
عاصیوں کا دنیا میں پھر نہیں کوئی ملجا — ہاں اگر نہو مامن لطفِ بیکراں تیرا

ہے یہ حشمتِ شیدا تیرا بندۂ کمتر
جان سے فدا تجھ پر دل سے مدح خواں تیرا

امریکن اخبارات

سر ہنری کے قتل کے حادثہ پر رائے زنی کرتے ہوئے امریکہ کے اخبارات لکھتے ہیں کہ اس واقعہ سے آئرلینڈ کی صورت معاملات پر بہت برا اثر پڑے گا۔

عیسائی کون ہے

نور افشاں نے ۱۹ مئی کے پرچہ میں اہلحدیث کے معزز ایڈیٹر کو سچے عیسائی کی ملاقات کے لئے یورپ کو روانہ کیا تھا۔ کیونکہ آپ نے یورپ میں سچے عیسائیوں کی تلاش کی ٹھانی تھی اور آپ کے پاس مرقس ۱۶: ۱۶-۱۸ تک کا کلام تھا ہی جو خود جناب نے سچے عیسائی کا معیار قرار دی تھی۔ اب آپ ہماری گذارش کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:-

سچے عیسائی کی تلاش
اور
عراق سے تریاق

اہلحدیث مورخہ ۵ مئی میں ہم نے عیسائی معاصر نور افشاں لاہور کا ایک نوٹ نقل کیا تھا۔ جس میں موصوف نے سچے عیسائی کی پہچان لکھی تھی۔ ان پر ہم نے ان کی تائید یا تصحیح کرنے کو انجیل سے ایک دو فقرے نقل کئے تھے کہ سچا عیسائی وہ ہے جو (بغیر تعلیم کے) غیر زبان بولے۔ سانپ اور سنکھیا اس کو ضرر نہ دے وغیرہ۔ یہ صحیح حوالجات انجیل نقل کر کے فاضل مضمون نگار سے دریافت کیا تھا کہ ایسا کوئی عیسائی کہیں بھی ہو تو ہمیں اطلاع دیں تاکہ ہم بھی اُن کی زیارت کریں۔ اس

مر یورپین عیسائی کا پتہ نشان دے کر

کے جواب میں قابل اڈیٹر نورافشان نے ہم کو اطلاع دی ہے کہ ہم ملک امریکہ نیوزی لینڈ اور جرمن میں جائیں تو وہاں کوئی سچا عیسائی پائینگے۔جس میں نشانات انجیل پائے جائیں۔ہم اپنے معاصر کے شکرگزار ہیں کہ آپ نے ایک ضروری کام میں ہماری رہنمائی کی لیکن ہم کو اس جواب میں دو طرح سے افسوس ہوا بڑا بھاری افسوس تو یہ ہوا کہ آپ کے جواب سے ہم یہ سمجھنے پرمجبور ہیں کہ ہندوستان (مدراس سے پنجاب تک) سارے ملک میں ایک بھی سچا عیسائی نہیں۔یہاں تک کہ دفتر نورافشاں بھی سچے عیسائی سے خالی ہے۔انا للہ۔دوسرا افسوس ہوا کہ آپ نے ہمیں لمبے سفر کو بے آب دوانہ رخصت کرکے جلدی ہی الوداع کہنے کو لکھدیا کہ:-

اب ہم دیکھینگے کہ آپ کب پنجاب سے
یورپ کو روانہ ہوتے ہیں۔ہم آپ کو
روانہ کرچکے۔لوفی امان اللہ (۱۹ مئی)

کیا اسی موقع کے لئے یہ مثال موزوں ہے۔ع

تا تریاق ازعراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود

مشورہ۔ہم اپنے معزز معاصر کو ایک مشورہ دیتے ہیں۔جو اُس کے اپنے حق میں مفید ہوگا۔

مہربانی کرکے اڈیٹر صاحب ایک وفد لیکر اُن ملکوں میں جائیں جہاں سچے پکے عیسائی ملسکتے ہیں وہاں جاکر زہری سانپ اُن کے جسموں سے لپٹا کر فوٹو اُتروائیں اور تمام دنیا میں اُس فوٹو کو تقسیم کردیں لوگ اس فوٹو کو دیکھ کر خودبخود ایمان لے آوینگے۔اس خدمت پر جتنا روپیہ خرچ ہو تو تبلیغ واشاعت میں داخل کریں۔غالباً بحیثیت مبلغ عیسائی یہ اُن کا فرض ہے۔

نورافشان۔معزز ہمعصر اہلحدیث نے جو کچھ ہم سے دریافت کیا تھا وہ کچھ نہیں جو آپ اوپر تحریر فرماتے ہیں۔جناب کے الفاظ تو مندرجہ ذیل تھے جنھوں نے ہمیں بھی مشکل میں مبتلا کیا تھا

ہر ایک مخلوق کے سامنے منادی کرو جو ایمان لاتا بپتسمہ پاتا ہے نجات پائیگا اور جو ایمان نہیں لاتا اس پر سزا کا حکم کیا جائیگا۔ اور وے جو ایمان لائینگے اُن کے ساتھ یہ علامتیں ہونگی کہ وے میرے نام سے دیوں کو نکالینگے اور نئی زبانیں بولینگے اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پینگے اُنہیں کچھ نقصان نہ ہوگا۔وے بیماروں پہ ہاتھ رکھینگے تو چنگے ہو جائینگے۔مرقس ۱۶: ۱۶-۱۸

اس پر اہلحدیث فرماتا ہے "نورافشان کے معیار عیسائیت پر ممکن تھا کہ سارے یورپ میں ایک دو اشخاص ثابت ہوسکیں۔انجیل کے مذکورہ معیار سے کوئی صاحب عیسائی ثابت ہوں تو فاضل اڈیٹر نورافشان اُن کی زیارت سے ہمیں بھی مشرف فرمادیں یا پتہ دیں تاکہ ہم بھی اُن سے مکرر یہ شعر ان کی نذر کریں۔ وغیرہ۔مطبوعہ ۵ مئی ۱۹۲۲ء۔یہ جناب کا مطالبہ ہے۔ مگر اب آپ اپنے مطالبہ کی بابت فرماتے ہیں کہ یہ

صحیح حوالجات انجیلی نقل کرکے فاضل مضمون نگار سے دریافت کیا تھا کہ ایسا کوئی عیسائی کہیں بھی ہو تو ہمیں اطلاع دیں۔تاکہ ہم بھی ان کی زیارت کریں"۔پس معزز اڈیٹر بھول گیا کہ استفسار مضمون نگار سے نہ تھا۔ہندوستانی عیسائی کی بھی آپ کو تلاش نہ تھی۔آپ تو خصوصاً یورپ میں کسی عیسائی سے ملنے کے طالب تھے۔نورافشاں سے پتہ دریافت فرمایا تھا۔وہ فاضل وماہر اڈیٹر اہلحدیث کو دیدیا گیا تھا۔سفر کی صعوبت اور خرچ کی وقت نے اب جناب کو ہندوستانی مسیحیوں کی طرف عموماً اور نورافشان کے دفتر کی طرف خصوصاً متوجہ کیا ہے ورنہ آپ کا منشاء تو خود عراق سے جاکر ہی تریاق لانے کا تھا۔

پھر آپ افسوس کرتے ہوئے ہمارے جواب سے یہ زائد خیال اخذ کرتے ہیں کہ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ ہندوستان (مدراس سے پنجاب تک) سارے ملک میں ایک بھی سچا عیسائی نہیں یہاں تک کہ دفتر نورافشاں بھی سچے عیسائی سے خالی ہے۔واقعی ہمعصر کی سمجھ کی داد نہیں دی جاسکتی۔دنیا میں حقیقت ہی وہ ہے جسے آپ سمجھتے ہیں۔باقی خیر۔ہر ایک آدمی اپنی سمجھ کا ہے۔اگر ہمارے جواب سے آپ نے یہ مطلب سمجھا تو ہم اس قدر ضرور عرض کرینگے کہ آپ ہمارے مطلب سے بہت زیادہ سمجھ گئے۔پر ساتھ ہی حق بھی آپ کی قلم سے نکل گیا اور وہ یہ ہے کہ آپ تو ایسا سمجھنے پر مجبور ہوئے ہیں۔جناب کی مجبوری یہ ہے کہ ہم آپ کو لمبے سفر میں بے آب ودانہ رخصت کررہے تھے۔اس مصیبت سے بچنے کے لئے آپ نے ہند میں سچے عیسائی کی تلاش کی ٹھانی مگر عقل وفکر کی نارسائی سے آپ کو ہند میں بلکہ نورافشان کے دفتر میں بھی کوئی سچا عیسائی نظر نہ آیا۔پس ایسے حال میں کیا بہتر نہیں کہ ہمعصر یا تو سفر خرچ لیکر یورپ میں سچے عیسائی کی تلاش کرے یا عقل وفکر اور سمجھ اور بصیرت کا علاج فرمائے۔

جو کچھ اوپر گذارش کی گئی ہے۔اس نے ہمارے لئے جناب کے مشورے کو عبث اور بے سود ٹھہرا دیا ہے۔حقیقت تو یہ ہے کہ اس مشورے پر عمل پیرا ہونے کی آپ کو ہی ضرورت ہے۔ہم جناب کو سچے عیسائیوں کے پتے دے چکے ہیں۔وفد کے ساتھ ہی تشریف لے جائیں۔اہلحدیث فنڈ میں روپیہ کی کمی نہیں۔تلاش حق میں متلاشی اپنا جان ومال قربان کرتے آئے ہیں اور تبلیغ کے کام میں

(بقیہ صفحہ ۱۱)

نورافشان

مطبوعہ ۷ جولائی ۱۹۲۲ء

عیسائی مذہب اور گورے لوگ

نمایشی عیسائی

اخبار عام مطبوعہ ۲ مئی ۱۹۲۲ء میں ایک پادری صاحب کا مضمون نکلا تھا۔ جس کی سرخی عیسائی مذہب اور گورے لوگ نمایشی عیسائی کی تھی۔ جواب نورافشان مطبوعہ ۲۶ مئی میں دیا گیا جس پر مسٹر ایچ۔ بی بھٹناگر صاحب نے تردیدی مضمون لکھا جو نورافشان ۲۳ جون ۱۹۲۲ء کے پرچہ میں نکل چکا ہے۔ اس مضمون کا جواب نورافشاں کی طرف سے حسب ذیل دیا جاتا ہے۔

اصل مضمون یہ ہے کہ نمایشی عیسائی جو عیسٰی کا پیرو خود کو پیش کرتے ہیں۔ ہندوستانی عیسائیوں سے عیسائیانہ برتاؤ نہیں۔ بلکہ اکثر حالتوں میں خطرناک سلوک روا رکھتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں

پس ایڈیٹر صاحب سے ہم اس سوال کا حل چاہتے ہیں کہ عیسائیت مساوی حقوق تعلیم دیتی ہے ؟ اگر دیتی ہے تو گورا عیسائی کالے سے کیوں نفرت کرتا ہے ؟ یہ اصل بحث ہے مسٹر بھٹناگر نے اسیات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ گورے عیسائی کالے عیسائیوں کو بھی مساوات کی نظر سے نہیں دیکھتے ہیں۔ آپ نے ہندو ومسلمانوں کا عیسائیوں کو حقیر جاننا بھی ایک حد تک جائز ٹھہرایا ہے۔ مگر ان سے ہمیں اختلاف ہے۔

نورافشاں کی طرف سے جواب میں عرض ہے۔ کہ ہر ایک بشر کے دو بڑے رشتے ہیں۔ ایک رشتہ خدا سے ہے اُسے مذہب کہا جاتا ہے۔ دوسرا رشتہ حکومت یا قوم یا گروہ یا خاندان یا افراد سے ہے اسے مجلسی اور سوشل رشتے کہہ سکتے ہیں۔

ہر ایک بشر کا مذہبی رشتہ ہرگز مجلسی یا سوشل رشتہ نہیں۔ نہ کسی حکومت و قوم و خاندان اور اس کے افراد کا حق ہے کہ وہ مذہبی رشتہ کو مجلسی رشتے کے معنے دویں۔ مذہبی رشتہ ہر فرد بشر کا خدا سے ذاتی رشتہ ہے۔ اسے صرف طرفین ہی جانتے اور مانتے ہیں تیسرے شخص کو زید اور خدا کے رشتہ پر اختیار واقتدار جتانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ نہ کسی خاندان یا گروہ یا قوم یا حکومت کا دراصل کچھ حق ہے کہ وہ اپنے کسی فرد کے مذہبی رشتہ کو اپنے معانی کے معبود سے جبراً باندھے۔ بلکہ ہر فرد بشر اخلاقاً خود مختار ہو کر یہ رشتہ خدا کی اصل پہچان اور محبت کے جذبہ سے خود یا کسی رہبر و پیشوا کی وساطت سے قائم و ثابت کر سکتا ہے۔ اس رشتے کے قیام میں قوم و حکومت و خاندان اور دیگر افراد کا کل برابر دخل نہیں ہے۔ مگر مجلسی و سوشل رشتے بعض قدرتی ہیں بعض اختیاری ہیں۔ انسان ان رشتوں میں بندھ کر قوم و خاندان اور حکومت و افراد کے رشتوں کا پابند رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان رشتوں کا منکر ہونا چاہے تو ہو نہیں سکتا۔ اگر اس پر بھی آمادہ ہونے کی کوشش کرے تو اکثر حالتوں میں اس کا جینا محال ہو جاتا ہے۔ اگر ہمارا اس مسئلہ پر اتفاق ہو سکے تو ماننا پڑیگا کہ ہندوستانی عیسائیوں کی ہندو مسلم قومیں اختلاف مذہبی پر ہرگز ان کو قوم سے جدا اور قوم کے مخالف نہیں سمجھ سکتی ہیں۔ قوم کا مذہبی اتحاد آج تک نہ ہوا اور نہ قیامت تک ہونے کی امید ہے۔ پھر ہم نہیں جانتے کہ ہمارے عاقل مخاطب نے ہندو اور مسلم اقوام کی مذہبی مخالفت اور حقارت کو جو اپنے مسیحی فرزندوں اور بھائیوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ کیوں جائز ٹھہرا دیا ؟ پس اس بات کو بھولنا نہیں چاہئے کہ ہندو مسلم مسیحی مذہب اختیار کرکے کسی طور سے اپنی قوم اور اپنے خاندان سے کٹ نہیں سکتے۔ وہ قوم کی خیر و شر کے وارث ہیں۔

ہم ہندوستانی مسیحی مذہبی طور سے بلاشک گورے عیسائیوں کے ہم ملت ہیں۔ اس اعتبار سے ہمیں گورے عیسائیوں کے برابر مذہبی حقوق درکار ہیں۔ پر دوسری طرف ہم اور ہماری ہندی قوم ان گورے عیسائیوں کی محکوم ہے اور وہ حاکم ہیں۔ حاکم و محکوم کا رشتہ مساوات کی عالمگیر نقیض ہے۔ پھر بھلا دیسی عیسائی اپنی قوم کو اور اُس کے کروڑہا کروڑ فرزندوں کو محکوم اور غیر مساوی چھوڑ کر گورے حاکم عیسائیوں سے مساوات لیویں کیسے ؟ کیا آپ یہ بات نہیں دیکھتے کہ ہندی عیسائی ہندوستانی ہونے کے باعث اپنی قوم کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ وہ گورے عیسائیوں کے جو حاکم وقت ہیں برابر ہو ہی نہیں سکتے جبتک کہ دیسی عیسائیوں کی ہندوستانی قوم عیسائی بنکر یا بغیر عیسائی ہونے کے مساوات کی مدعی اور اہل نہ بنے تب تک ہمیں پوری مساوات مل نہیں سکتی

گورے اور دیسی عیسائیوں میں بربنا مذہب جس قدر مساوات اب تک ہوئی ہے۔ ہم اس کا ذکر پیشتر کسی نمبر میں کر چکے ہیں۔ وہ جائز مساوات کی کافی مثالیں ہیں۔ اگر آپ اس سے زیادہ مساوات چاہتے ہیں تو آپ ہندوستانی عیسائیوں کو اس بات پر راضی کریں کہ وہ اپنی قوم کے مفاد کو بالکل بھول کر صرف حکومت کے فوائد اور گورے عیسائیوں کے اغراض کو تکمیل تک پہنچانے والے بنجائیں تو

یقیناً ایسے عیسائیوں کو گورے عیسائی سر پر اُٹھا لینگے۔

باقی رہی یورپ کے گورے عیسائیوں میں عدم مساوات کی مثال اس کے جواب میں اس قدر گذارش ہے کہ وہ برابر کے بھائیوں کے قضیئے ہیں جو خواب کو عدم مساوات کی مثال نظر آتے ہیں اور کل کو مٹ جائینگے۔ پس یہ مثال عدم مساوات کا ثبوت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ مساوات کا نمونہ ہے۔ اہل یورپ خواہ یورپ کی کسی قوم کے لوگوں سے کیسے ہی سلوک کریں پر اُن کے سلوک مساوی لوگوں کے سلوک ہیں۔ جو ایک دوسرے سے کیا کرتے ہیں۔ جیسے بھائی بھائیوں سے کیا کرتے ہیں۔ ان میں مساوات قومی کا اصول جاری ہے۔ اُنہیں کسی کے مذہب سے کوئی سروکار نہیں۔ اُن کی باہمی دشمنی اور محبت برابر کے بھائیوں جیسی ہے۔ یہ مثال ہم ہندوستانیوں کی عدم مساوات کا جواب نہیں ہے۔ ہمارے اونچ نیچ پیدائشی ہے۔ ہم اپنے نیچوں کو ملک و قوم کی آسودگی و خوشحالی کے حصّے دار نہیں مانتے ہیں۔ نہ ہم اپنے نیچوں سے مساوات کا سلوک روا رکھتے ہیں۔ پس اگر کوئی ہمیں اپنے نیچوں سے ایسے سلوک کرتے دیکھ کر ہم سے ویسے ہی بُرے سلوک کرے تو ہم اُسے مجرم نہیں کہہ سکتے ہیں۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ محکوم کو حاکم سے مساوات مل نہیں سکتی۔ دیسی عیسائی گورے عیسائیوں کے محکوم ہیں۔ اگرچہ وہ گورے عیسائیوں سے مذہبی مساوات رکھتے ہیں۔ مگر ان سے قومی مساوات نہیں ہے گورے عیسائیوں نے مساوات کے لئے مذہب کی یگانگت کو سند ہی نہیں رکھا قومیت کو سند رکھا ہے۔ پس وہ ہندوستانی عیسائی کو مذہبی برابری اس درجہ تک دیتے ہیں۔ جہاں تک عدم مساوات قائم رہے۔ مساوات کے درجے تک نہ وہ مذہبی برابری دیتے ہیں اور نہ دینے کو تیار ہیں کیونکہ اس سے حفظ مراتب میں فرق آتا ہے اور مسیحیت حفظ مراتب کو قائم رکھتی ہے۔

ہم اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہیں کہ گورے عیسائیوں نے دیسی عیسائیوں کو قومی مساوات نہ دیکر اپنی قومیت کی مسیحی مذہب سے زیادہ عزت کی ہے اُنہوں نے مذہب کو قوم کے واسطے مانا ہے۔ مگر قوم کو مذہب کی قربانی کی بھیڑ تسلیم نہیں کیا۔ اگر مسٹر بھٹنا گر اس اصول پر غور فرمائینگے تو ان کو اس اصول کی خوبی کا بھی اعتراف کرنا پڑیگا مختصر یہ کہ گو ہمیں گورے عیسائیوں کی عیسائیت نمائشی اور دھوکا اور فریب نظر آتی ہے۔ گو گورے عیسائی دیسی عیسائیوں کو مساوات نہ دینے میں مجرم معلوم ہوتے ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ راستی پر ہیں۔ ہم گورے عیسائیوں کا مذہب قبول کرکے اپنی قومیت کے منکر نہیں۔ وہ ہمیں اپنی قومیت دیتے نہیں۔ مساوات قومیت سے ہوتی ہے۔ مذہب سے نہیں ہوتی۔ لہذا گورے عیسائی دیسی عیسائیوں کو مساوات نہ دینے میں حق بجانب ہیں۔ جو دیسی عیسائی گورے عیسائیوں سے مذہبی اتحاد کی بنا پر مساوات طلب کرتے ہیں وہ یقیناً ناراستی پر ہیں۔

ہم کہیں ذکر کر چکے ہیں کہ گورے عیسائی دیسی عیسائیوں کی جس قدر درگت بنائیں اسی قدر کم ہے کیونکہ ہم دیسی عیسائی ہی کمائی کرنے کے لئے اپنی اپنی قوموں اور خاندانوں کو چھوڑ کر اپنے وطن میں اجنبی اور اپنی اقوام میں غیر قوم بنے ہیں۔ ایک طرف گورے عیسائیوں کی حکومت اور قومیت کا پڑا ہے دوسری طرف ہماری آبائی اقوام کی چکی کا پڑا ہے چکی کے ان دونوں پڑوں کے درمیان مثل اناج ہم عیسائی پس رہے ہیں نہ آگے بڑھ سکتے ہیں نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔ پولیٹیکل ہندوستان میں قدرت نے ہمارے لئے یہ جگہ پسند فرمائی ہے۔ ہمیں دونوں طرف سے پھٹکاریں ہی درکار ہیں۔ مگر ہم پچھتاتے نہیں گھبراتے نہیں ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ع

رنگ لائیگی ہماری فاقہ مستی ایک دن

مسیحیت اور اسلام کا رشتہ

نور افشان کے کسی نمبر میں مسیحیت و اسلام کے باہمی رشتہ کی بابت علمائے قرآن سے استفسار کیا گیا تھا صرف ایک ہی ہمعصر کی طرف سے جواب آیا اور وہ "پیغام صلح" ہے۔ آپ "معاصر نور افشان کا استفتا" کو عنوان دیکر تحریر فرماتے ہیں۔

معاصر نور افشان نے اپنی ۱۹ مئی کی اشاعت میں جملہ علمائے قرآن و اسلام سے یہ سوال کیا ہے کہ:۔

مسیحیت سے اسلام کا کیا رشتہ ہے مسیحیت اسلام اور اسلام مسیحیت ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کے ثبوت کیا ہیں۔ علمائے دین اس پر اپنے اپنے فتوے تحریر فرمائیں۔ یہ سوال مسیحیت و اسلام کے معتقدوں کے جلد فیصلہ کرنے کا ہے۔ اس سوال کے جواب پر آنے والی دنیا کا امن منحصر ہے۔ اس کے جواب پر موجودہ اسلامی ممالک کی بہتری و بہبودی منحصر ہے۔ اگر مسیحیت و اسلام میں مغائرت کلی ہے تو مسیحیت کو اسلام کی دوستی پہ اعتماد نہ کرنا چاہئے مسیحیت و اسلام دو دشمن سمجھے جانے چاہئیں۔ جن میں تا قیامت دوستی نہیں ہو سکتی ہے۔

اس پر پیغام صلح لکھتا ہے کہ ہم اپنے لائق معاصر

کی موقعہ شناسی کی داد دیئے بغیر رہ نہیں سکتے ۔

فی الحقیقت یہ سوال اہلِ اسلام اور مسیحیوں ہر دو کے غور و فکر کے قابل ہے ۔ بالخصوص اس موقعہ پر جبکہ اسلامی اور مسیحی سلطنتیں دست و گریباں ہیں ہمارے نزدیک مسیحیت کی وہ شکل و صورت اس سے قطعاً مختلف ہے ۔ جو جناب مسیح نے تعلیم کی تھی تمام انجیل میں کہیں بھی مسیح کے کل دنیا کے لئے کفارہ ہونے کا ذکر نہیں ۔ کسی جگہ بھی کل بنی آدم کے گناہگار ہونے اور مسیح کی معصومیت کے ذریعہ سے نجات پانے کا اشارہ تک نہیں ۔ نہ ہی جناب مسیح نے اصلی اور حقیقی معنوں میں خدا تعالیٰ کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا ہے ۔ بلکہ اگر کہا تو یہی کہا کہ میں انہیں معنوں میں خدا کا بیٹا ہوں جن معنوں میں تمہارے بڑے خدا بھی کہلائے تھے ۔

پس وہ مسیحیت جس کی تعلیم جناب مسیح نے دی وہ اسلام کے قطعاً خلاف نہ تھی ۔ ایک خدا کی عبادت کا آپ نے حکم دیا اور اتقا حاصل کرنے کے لئے اس قسم کی راہیں بتائیں جو اسلام بتاتا ہے ۔ مثلاً روزے اور انفاق فی سبیل اللہ کسی اپنی عبادت کا اشارہ بھی نہیں کیا ۔ اس موقعہ پر جب مسیحیوں کا اعتقاد ہے کہ وہ دنیا یا جہان کے لئے کفارہ ہونے والے تھے ۔ اُس ایک خدا سے ہی التجا کی کہ ایلی ایلی لما سبقتانی ۔ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا

اسلام اور مسیحیت کا رشتہ

ہاں اس سے علاوہ جو مسیحیت اس وقت کلیسیا کے اندر پائی جاتی ہے وہ نہ تو اسلام سے کوئی تعلق رکھتی ہے اور نہ ہی جناب مسیح کا کوئی تعلق اس سے ہے ۔ یہ بعد کی ایجاد ہے

نور افشان

ہم دل سے مدیر پیغام صلح کے شکر گذار ہیں کہ اُس نے ہمارے استفتا کا جواب دیا ۔ آپ کے جواب سے ہم یہ سمجھے ہیں کہ آپ انجیلی مسیحیت اور اپنے مفہوم کے اسلام میں موافقت و مطابقت مانتے ہیں ۔ مگر انجیل شریف سے جو مسیحیت مسیحیوں نے اخذ کی ہے اُس کی اپنے مفہوم کے اسلام کے ساتھ موافقت و مطابقت نہیں پاتے ۔

ایک اور بات بھی آپ کے جواب سے ظاہر ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ گو مسیحیت آپ کے مفہوم کے اسلام سے مقدم ہے ۔ مگر آپ مسیحیت اور اسلام کا مقابلہ کر کے تخالف کا الزام مسیحیت کو دینگے اپنے مفہوم کے مؤخر اسلام کو الزام تخالف نہ دینگے ۔ گویا آپ بیلوں کو گاڑی کے آگے نہیں جوڑینگے بلکہ پیچھے جوڑینگے ۔ بیٹے کو باپ کے موافق نہ بنائینگے بلکہ باپ کو بیٹے کے مطابق بنانے کی کوشش کرینگے ۔

خواہ ہمارے احمدی برادران اُلٹے چلتے ہیں لیکن وہ اس پر بھی مسیحیت و اسلام میں یگانگت و موافقت تسلیم کرتے ہیں ۔ اگرچہ وہ موافقت بھی اُن کی اپنی ہی تجویز کردہ ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ انجیلی مسیحیت اور اُن کے مفہوم کے اسلام میں یوں موافقت ہے کہ مسیحیت میں سے کفارہ کو نکال دیا جائے ۔ الوہیت مسیح کو نکال دیا جائے ۔ مسیحیت کے تمام عقائد سے مسیحیت کو پاک کر دیا جائے جو اُن کے مفہوم کے اسلام سے زیادہ ہیں تو مسیحیت اور اسلام میں مواحدت بن جاتی ہے ۔ مگر ہم کہتے ہیں آپ اپنے مفہوم کے اسلام کا پہلے بیان کریں کہ وہ کیا ہے ؟ پھر اسے مسیحیت کے باٹوں سے تولیں ۔ جو کچھ اسلام میں مسیحیت سے زاید اور مسیحیت کے خلاف ہو اُسے رخصت کر کے مسیحیت و اسلام میں موافقت پیدا کریں یہ سیدھا رستہ ہے ۔ مگر ہمارے دوست سیدھے چلتے ہی نہیں ہیں ۔

آخر میں مسیحیت و اسلام کے رشتے کی بابت جو تحریر کیا ہے کہ مروجہ مسیحیت اور مروجہ اسلام میں کوئی رشتہ نہیں ہے ۔ اس پر نور افشاں کا صاد ہے مروجہ اسلام و مروجہ مسیحیت میں دنزات کی نسبت ہے ۔ یہ مذاہب اور ان کے معتقد ایک ہو نہیں سکتے ۔ لیکن اس تمام تخالف و ناموافقت کا الزام مسیحیت کے سر تھوپنا اور اپنے مفہوم کے اسلام کو الزام تخالف سے بری کرنا سراسر تعصب و حق کشی ہے ۔ ہم اپنے معزز معاصر سے عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنے مفہوم کے اسلام کو پھر غور سے دیکھے ۔

عدم تعاون

یا

عدم مزاحمت یا عدم مقابلے کا اصول

پیغام صلح مطبوعہ ۳۱ مئی و ۷ جون ۱۹۲۲ء کے پرچوں میں "مسیحیت تہذیب جدیدہ کی روشنی میں" کے عنوان کے نیچے ایک دوسرا عنوان "مسیحی قوانین کی عملی حیثیت" دے کر بتلاتا ہے کہ جو کچھ ان عنوانوں کے نیچے لکھا گیا ہے وہ کل کا کل اس کسی ولائتی پادری صاحب کا ہے ۔ اس پادری نے جو درحقیقت کوئی ملحد ہے ایک رسالہ لکھا ہے جس کے خیالات کو معاصر مذکور اردو لباس پہنا رہا ہے ۔ پادری صاحب کی ایک مشکل ذیل کی آیات میں دکھائی ہے ۔

"ظالم کا مقابلہ نہ کرنا ۔ بلکہ جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی چاہے کہ تجھ پر نالش کر کے تیری قبا لے لے تو کُرتا بھی اسے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لیجاوے اُس کے ساتھ دو کوس چلا جا ۔ جو کوئی تجھ سے کچھ مانگے اُسے دے اور جو تجھ سے قرض مانگے اُس سے منہ نہ موڑ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

دشمنوں کو پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو جو تم سے کینہ رکھیں اُنکا بھلا کرو اور جو تمہیں دکھ دیں اور ستائیں اُن کے لئے دعا مانگو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اپنی زندگی کا کوئی خیال نہ کرو۔

ان مسیحی قوانین پر پیغام صلح کے پادری نے یہ ریمارک کیا ہے کہ ان پر عمل پیرا ہونا محال ہے اور تمدن کے خلاف احکام ہیں۔ ہمیں تعجب ہے کہ جو شخص ان احکام کے معنے جانے بوجھے بغیر پادری بن گیا تھا۔ اُسے پادری کہا جاتا ہے۔ پیغام صلح کا معمول ہے کہ جو شخص مسیحیت کی تکفیر کرے اُسے نہ صرف پادری کہہ دیا کرتا ہے۔ بلکہ اُسے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور ولداللہ اور ابن اللہ وغیرہ اور مجدد و مسیح موعود کہہ دیا کرتا ہے۔ یہ آپ کی معمولی عادت ہے اس کا شکوہ نہ کیا جائے۔

پر اگر ہم سے دریافت کیا جائے تو ہم ضرور کہینگے کہ ضدین کا وجود معدوم نہیں ہے۔ اگر گرمی ہے تو سردی بھی موجود ہے۔ اگر تعاون و مزاحمت و مقابلہ ہے تو عدم تعاون و عدم مزاحمت و عدم مقابلہ بھی موجود ہے۔ سوال یہ ہے کہ کمزور قوی کے مقابل کیا کرے؟ تمام دنیا میں کمزور قوی کے مقابل کیا کرتے ہیں؟ حضرت محمدؐ نے اپنی تمام کی زندگی میں کیا کیا؟ خود آپ کے مسیح موعود اور آپ کے خلفا اور آپ کے فرمانبردار شاگردوں نے اپنے مسلہ یاجوج ماجوج و دجال کے مقابل کیا کیا؟ آپ تمام احمدی اب کیا کر رہے ہیں؟ کیا مرزا صاحب سے لیکر اس کے ادنیٰ مرید تک خداوند یسوع مسیح کے انہیں اقوال کی پیروی کر کے آجتک زندہ نہیں ہیں؟ کیا مرزا صاحب اور مرزائیوں نے آجتک ظالم کے مقابلہ سے گریز نہیں کی؟ اگر آپ کے پیرو مرشد اپنی اپنی آگاہی کے ظالموں کا مقابلہ کرتے تو آجتک ہم مرزا صاحب اور مرزائیوں کا ذکر خیر بھی بھول چکتے اور دنیا مرزا صاحب اور مرزائیوں کا نام و نشان نہ دیکھتی۔ پس یہ تو ہر پیغام صلح کے پادری کا کرانہ بکواس ہے جو اُس نے آیات منقولہ بالا کے خلاف کیا ہے۔ اس پر تعجب ہے کہ آپ اس پادری کی بکواس کو مسیحیت کی صداقت کی نفی میں بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ ہم آپ کی عقل و فکر کی کیا داد دیں؟

اگر معصر پیغام صلح خود ہند کے حالات حاضرہ پر ہی سوچ لیتے تو بھی آپ کو اور آپ کے پادری کو سمجھ آجاتی۔ ابھی ہندوستان میں عدم تعاون۔ عدم مزاحمت عدم مقابلہ کے شور بلند ہیں۔ ایک مسٹر گاندھی موجود ہے۔ جس نے یسوع مسیح کی تعلیم ہی پر عمل کر کے تمام دُنیا کو حیرت کا پُتلا بنا رکھا ہے۔ اور دنیا کو یہ بات دکھا دی ہے کہ یسوع مسیح کی تعلیم میں کس قدر زور ہے؟ پس آپ ہند سے سیکھیں کہ یسوع مسیح کی تعلیم کا کیا مطلب ہے؟ آپ کو اور آپ کے ملاحدین کو مسٹر گاندھی سے سبق لینا چاہیے جو تمام دنیا میں ایک مانا ہوا لیڈر ہے اور مسٹر گاندھی آپ کے پادری سے یقیناً بڑا ہے۔ وہ مسیحیت کے اصولوں کی سچائی پر خود صداقت کی مہر ہے۔ پس آپ کا ہندوستان کے حالات حاضرہ کی طرف سے آنکھیں بند کر کے یورپ کے منکروں کی تلاش میں جانا اور وہاں سے مسیحیت کے منکروں کی شہادتوں کو مسیحیت کے خلاف نقل کرنا اور قرآن عربی تک کو نظر انداز کر جانا۔ کل شیئ یرجع علے اصلہ کے مصداق بنتا ہے۔

ہم پھر یاد دلاتے ہیں کہ کمزور کا قوی کے مقابل کیا عمل ہو؟ اس کے درست جواب پر یسوع مسیح کے اقوال مذکورہ کا مطلب سمجھنا ممکن ہے۔ ساری طاقتوں کے مقابلہ یا عدم مقابلہ کا کوئی سوال نہیں۔ کمزور اور قوی کا معاملہ ہے۔ آپ اور آپ کا پادری اسے حل کر دکھائے اور مسیحی اصولوں کے بغیر حل کر کے دکھائے تو ہم بھی مرزائیت کے دماغ کی خوبی کا اعتراف کرنے کو تیار ہیں۔

کونن ڈوئلس کے غلط نتیجے

سائنس اور ارواح

گذرے ہفتہ کارنیگی ہال بوسٹن کے مجمع کے روبرو مسٹر ہیملین گارلینڈ نے جو فزیکل ریسرچ امریکن سوسائٹی کے پُرانے میمبر ہیں۔ سر آرتھر کونن ڈوئلس کو پیش کیا جنہوں نے مُردوں کی واپسی کی تعلیم کی تائید کی۔ مسٹر ہیملین گارلینڈ نے اس سے اختلاف رائے کی ہے۔

مسٹر ہیملین گارلینڈ نے کہا جس راز مخفی کا سر آرتھر کونن ڈوئلس نے بیان کیا ہے میں ۳۰ برس کی تحقیق و تفتیش کے بعد اس کا گواہ و شاہد ہوں جس کرہ کا سر آرتھر نے ذکر کیا ہے وہ خیالی وہم سے زیادہ ایک حقیقت ہونے کی طرف ترقی کر گیا ہے۔ میں نے اس میں چہرے دیکھے ہیں۔ صورتیں ملاحظہ کی ہیں میں نے اُنہیں متحرک پایا ہے۔ میں نے اُنہیں کلام کرتے سُنا ہے۔ میں نے ملاہٹ لئے ہوئے بادل کو اُٹھتے دیکھا ہے اور میرے دیکھتے دیکھتے نظروں سے غائب ہو گیا ہے۔ ہمارے جسمانی ہاتھوں کے سے ہاتھوں نے میری بنیا کو پکڑا۔ میرے گھٹنوں اور بازوؤں کو چھوا۔ میں نے آٹومیٹک تحریریں پیغام پائے ہیں ان تمام باتوں کی تصدیق کرتا ہوں۔ پر اس پر بھی میں یقین کرتا ہوں کہ سر آرتھر کونن ڈوئلس نے غلط نتیجہ نکالا ہے۔

مسٹر ہیملین گارلینڈ کے خیال میں ان تمام

چیزوں کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پر اس حقیقت کا علاقہ یونیورسٹیوں کی لبرٹریز سے ہے جو بیالوجی سے متعلق ہیں۔ وہاں اس کی تلاوت کرنی چاہئے۔ یہ معاملہ ایسا ہی سائنٹیفک او خصوصیت سے تلاوت کرنے کا ہے جیسا کہ وائرلیس ٹیلیفون کا پالیسی دوسری نامعلوم قوت کا ہے۔

مسٹر گارلینڈ نے اس بات سے افسوس کیا کہ سرآرتھر نے لوگوں کو اس بات سے مطلع نہ فرمایا کہ یہ تجربات صرف اہل سائنس کی ملک رہینگے۔ یہ نوجوانوں کو بے وقوف بنانے کے لئے نہیں ہیں۔ اس میں شخصیت کا تنزل معلوم ہوتا ہے۔ میں اس کے خطرناک نتائج سے آگاہ ہوں۔ میں اپنے بچوں کو کبھی اجازت نہیں دیتا کہ وہ ان چیزوں سے آگاہ ہوں

مبارکباد

ناظرین اخبار نور افشان لاہور یہ خبر مسرت اثر سنکر بدرجہ کمال محظوظ ہونگے کہ اخبار نور افشاں کے قابل اور لائق فائق نامہ نگار اور مشہور مصنف کتب علمیہ و ادبیہ اور اشہر انشاپرداز جناب منشی حشمت اللہ صاحب قریشی شماری سیکنڈ ماسٹر مشن سکول پنجاب یونیورسٹی کے اعلیٰ درجہ کے علوم مشرقیہ کے امتحان منشی فاضل میں نہایت قابلیت کے ساتھ پاس ہوگئے ہیں ہم اپنے فاضل دوست کو اور نیز اُن کے تمام احباب و متعلقین کو اُن کی اس نمایاں کامیابی کے لئے تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔

اس وقت پنجاب بھر میں کوئی مسیحی شخص ایسا نہیں ہے جو کہ امتحان منشی فاضل پاس کردہ ہو۔ صرف یہی ایک صاحب ہیں کہ جنہوں نے اس اعلیٰ درجہ کے امتحان کو نہایت قابلیت سے پاس کیا ہے مبارک! مبارک!! مبارک!!!

آخر میں ہم اپنے کمال مہربان دوست جناب منشی طالب علی صاحب پابند قریشی ایڈیٹر اخبار تعلیم لاہور کے از حد ممنون احسان ہیں کہ جنہوں نے بغیر کسی غرض کے بڑی سعی و کوشش سے اس خبر مسرت اثر کو ارسال فرماکر دل کو خوشی سے معمور کردیا۔

ہزاری لال مدرس ہیڈ مشن سکول شملہ

نور افشان تمام قارئین کی طرف سے مبارکباد کہتا ہے۔

قید میں تھا تم میرے پاس نہ آئے

جناب ایڈیٹر صاحب تسلیم مذکورہ بالا عنوان نور افشان میں پڑھکر مجھے یہ خط آپ کی خدمت میں لکھنا پڑا امید ہے کہ نور افشان میں درج فرماکر مشکور فرمائینگے۔ کیونکہ میرے خیال میں راقم مذکور کو بالا عنوان نے ہمارے خداوند کے کلام کو اس موقعہ پر منسوب کرنے میں سخت غلطی کی ہے۔ اور چونکہ نور افشان کے ایڈیٹر کی جانب سے کوئی ریمارک اس پر نہیں کیا گیا۔ لہذا مجبوراً ناظرین نور افشان کو اس بیجا غلطی سے بچانے کے لئے گذارش کرنا پڑا اور ہم کو اس تفسیر پر جو راقم مضمون نے عنوان مذکورہ بالا کی نسبت کی ہے ماننے میں سخت اعتراض ہے۔

(۱) آپ نے قید والی آیت پیش کرنے سے قبل اس بڑی جدائی یا تقسیم کا لحاظ نہیں کیا جس کا ذکر اس سے قبل ۳۲ آیت میں درج ہے "اور سب قومیں اس کے سامنے جمع کی جائینگی اور وہ ایک کو دوسرے سے جدا کریگا۔ جیسے چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جدا کرتا ہے۔ اور بھیڑوں کو اپنی داہنی طرف اور بکریوں کو اپنی بائیں طرف کھڑا کریگا"۔ چنانچہ اس جدائی کے بعد بھیڑوں سے جو دہنی طرف ہونگی اور بکریوں سے جو بائیں طرف ہونگی وہ سوال ہوگا جس کا ایک حصہ آپ نے اقتباس کرکے موجودہ پولیٹیکل نان کواپریٹر سے منسوب کیا ہے۔ لیکن جدائی اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ جو جدا کئے گئے ہیں۔ ان میں ایک قسم کے تو وہ لوگ ہونگے جو اس کے ماننے والے مسیحی ہونگے اور دوسری جانب وہ لوگ ہونگے جو اس کے ماننے والے ہوں تو بھی پر خداوند مسیح کی محبت کی شریعت کے نافرمانبردار رہینگے اور دیگر قوم کے لوگ بھی ہوں جو اس کو نہیں مانتے ورنہ جدائی کرنے کی کوئی غرض معلوم نہیں ہوتی۔ پس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اُس کے دہنی طرف نان کواپریٹر غیر مسیحی بھی ہونگے۔ جن کے لئے راقم مضمون کے خیال میں خداوند مسیح قید میں گرفتار ہے۔ ہمارے خیال میں ہرگز نہیں۔ بلکہ راقم مضمون کی سخت غلطی ہے ہم اپنے اس دعوے کی تائید میں آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ بھیڑوں سے ہمارے خداوند کی اصطلاح میں مسیحی مراد ہیں جو اُس کی محبت کی شریعت پر حتی الامکان عمل کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنی تمثیل یوحنا ۱۰ باب ۷ آیت میں صاف فرمایا کہ بھیڑوں کا دروازہ میں ہوں۔ ۹ آیت اگر کوئی مجھ سے داخل ہو تو نجات پائیگا۔ اور اندر باہر آیا جایا کریگا اور چارہ پائیگا"۔ یہاں تک اُن بھیڑوں سے مراد یہودی قوم تھی۔ پر آگے چل کر ۱۶ آیت میں علاوہ یہودی قوم کے دیگر اقوام کی نسبت فرماتے ہیں۔ کہ میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑخانے کی نہیں اور مجھے اُن کا بھی لانا ضرور ہے اور وہ میری آواز سنینگی وغیرہ۔ (۲) وہ دہنی ہاتھ والوں سے یعنی اپنی بھیڑوں سے یوں فرماتا ہے کہ "آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو جو بادشاہت بنا عالم کے وقت سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اُسے میراث میں لو"۔ اور یہ بھی انجیلی محاورہ ہے کہ خدا نے مسیحیوں

اپنی بھیڑوں کو بناءِ عالم سے جبکہ میراث دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس لئے وہ مبارک لوگ ہیں۔ پر بائیں ہاتھ والے جو نامی مسیحی اور غیر مسیحی بھی ہیں ملعون ہیں جبکہ بکریوں سے نامزد کئے گئے ہیں۔ لیکن راقم مضمون ان دو جداگانہ لوگوں میں یعنی مبارک اور ملعونوں میں کچھ امتیاز اور جدائی نہیں کرتے ہیں اور اس سے ناظرین کو سخت مغالطہ میں ڈال دیا ہے۔ راقم مضمون سے پھر یہی سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ سب صاحبان جو جیل خانہ میں ہیں۔ کیا یہ باپ کے مبارک لوگوں میں سے ہیں اور جن کے لئے بناءِ عالم سے میراث تیار کی گئی ہے؟ اگر نہیں ہیں تو اُن کے حق میں عنوان مذکورہ بالا کیونکر صادق آسکتا ہے؟ (۳) پھر اسی عدالت کے بیان میں الفاظ "بھائیوں میں سے" بھی قابل لحاظ ہیں جن کا مفہوم سوا حقیقی مسیحیوں کے ہو نہیں سکتا۔ چنانچہ متی ۲۸ باب ۱۰ آیت کو ملاحظہ فرمائیے۔ جس میں لکھا ہے۔ "اس پر یسوع نے اُن سے کہا ڈرو نہیں۔ جاؤ میرے بھائیوں کو خبر دو تاکہ گلیل کو چلے جائیں۔ وہاں وہ مجھے دیکھینگے"۔ واضح رہے کہ خداوند اپنے جی اُٹھنے کے بعد اپنے شاگردوں کے سوا اور کسی پر ظاہر نہیں ہوا۔ پس "بھائیوں" سے حقیقی مسیحی مراد ہیں۔ غیر مسیحی ہرگز نہیں۔ پس ہم نہیں سمجھتے کہ ملکی تحریک میں خصوصاً نن کواپریٹر کے ساتھ خداوند مسیح کیوں قید میں مبتلا ہے جبکہ خداوند نے فرمایا کہ "پہلے تم خدا اور اس کی بادشاہت کو ڈھونڈو تو یہ ساری چیزیں بھی تمہیں ملینگی" (۲) آپ نے اپنے عنوان مذکورہ کے ساتھ یہ دعویٰ تو کیا کہ جیل خانوں میں خداوند مسیح بھی اُن کے ساتھ جیل میں ہے۔ پھر اس امر کا اپنے عنوان کے ساتھ کیا ثبوت پیش کیا کہ یہ تمام اصحاب مسیحی ہیں اور بادشاہ وقت کے مخالف نہیں ہیں۔ جس طرح سے کہ آپ مسیحی ہو کر نہیں ہیں۔ بلکہ یہ وہ مسیحی ہیں جو اکثر غریب اور تنگ حال ہیں جن کے پاس کھانے کے لئے خوراک نہیں ہے اور پہننے کے لئے کپڑا نہیں ہے اور اُن میں سے کتنے اپنی مسیحیت کے باعث ستائے جاتے اور خداوند کی صلیب کا پیغام دینے کے باعث سے جیلخانوں میں ڈالے گئے ہیں اور اگر ان امور کے باعث سے وہ جیل میں ڈالے نہیں گئے تو خداوند مسیح اُن کیساتھ جیل میں کیوں جانے لگا اور اگر یہ شرائط مذکورہ بالا ان میں پائی نہیں جاتیں اور تاہم خداوند مسیح اُن کے ساتھ جیل میں ہے تو پھر اور قیدیوں کے ساتھ بھی مسیح جیل میں جاتا ہوگا اور اُن کو انجیل سنانے کے لئے آپ کلیسیا اور خادمانِ دین کو کیوں ہدایت نہیں کرتے (۳) ہم صاف صاف آپ سے عرض کرتے ہیں کہ نہ تو مسٹر گاندھی نہ اُن کے پیروکار مسیحی ہیں کیا کبھی ان میں سے ایک نے بھی یہ اظہار کیا کہ وہ مسیحی ہے اگر ہو تو پتہ دیجئے۔ مسٹر گاندھی نے تو خود کہا کہ وہ ویدوں کے ماننے والے ہیں اور گاؤکشی کے سخت مخالف ہیں۔ اور اس امر کو دیگر مذاہب کیساتھ مابہ الامتیاز قرار دیتے ہیں اور میسرس علی برادرس پکے مسلمان اور اُن کے ساتھی بھی پکے مسلمان ہیں جو خلافت کے حاصل کرنے کی خاطر خصوصاً قید میں جاتے ہیں۔ پس آپ کا حال تو وہی ہے کہ پیران نمی پرند مریداں می پرانند (۴) آپ خود ہی اپنے مضمون کے شروع میں فرماتے ہیں کہ ہم مسیحی گورنمنٹ کے وفادار ہیں اور ساتھ ہی ساتھ آپ ان تمام صاحبان کی نسبت جو گورنمنٹ کے مخالف ہیں اپنی ہمدردی کا ہاتھ یہاں تک بڑھاتے ہیں کہ خداوند مسیح کو بھی اُن کی ہمدردی میں خدا کے تخت کے دہنے ہاتھ سے کھینچ لاکر جیل خانوں میں ڈال دیتے ہیں۔ کیا یہ دونوں باتیں ایک دوسری کی ضد ہیں یا نہیں؟ (۵) آپ کا یہ فرمانا بھی کہ "اُن میں سے بہت ہیں جو مسیحیت کے اصولوں کو ماننے کی کوشش کرتے ہوئے جیلخانوں میں پہنچتے ہیں"۔ قابل داد ہے فرمائیے وہ کونسا اصول ہے۔ اکثر مسیحی اور غیر مسیحی اس خیال سے ان صاحبوں کو مسیحی اصولوں کا پابند مانتے ہیں کہ وہ نن وائلنٹ یعنی غیر تشدد کے نان کواپریٹرز ہونے کے مدعی ہیں۔ میں اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ یہ آپ صاحبان کی غلطی ہے۔ چنانچہ اس مغالطہ کو پروفیسر راجو صاحب نے جو ناگپور میں بالفعل پروفیسر ہیں اپنے رسالہ 'نان کواپریشن' میں بخوبی ظاہر کیا ہے کہ یہ غیر تشدد نہیں بلکہ عین تشدد ہے۔ اگر راقم کو گرمی نے مہلت دی تو اُن کے اس رسالہ سے جو انگریزی میں ہے ترجمہ کرکے ہدیہ ناظرین نور افشاں کریگا۔ آپ کا یہ فقرہ بھی مغالطہ سے خالی نہیں ہے کہ "وہ یسوع مسیح کو ماننے کو تیار ہیں"۔ ہم اپنے سارے دعووں کو واپس لینے کو تیار ہیں اگر آپ ان میں سے دو درجن صاحبوں کے نام لکھ کر بھی ناظرین نور افشاں کے سامنے پیش کردیں۔ علاوہ بریں کیا ان میں سے کوئی نان کواپریٹر اس امر کا قائل ہو کہ میں مسیحی اصولوں کی کوشش کرتا ہوا جیل میں جا رہا ہوں یا وہ اپنے ہی مذہبی اصول کا راگ گاتے ہیں (۲) کیا آپ قطعی طور پر بتا سکتے ہیں کہ نان وائلنٹ کسی اور پالیسی کا نتیجہ نہیں ہے۔

آخر میں عرض ہے کہ اگر آپ پولٹیکل امور میں اُنکو اپنا لیڈر قرار دیکر اُن کے ساتھ ہمدرد ہیں تو ہم کو اس سے اس وقت بحث نہیں ہے۔ کیونکہ ہر شخص اپنے اپنے خیال کے مطابق سوچتا اور لکھتا ہے۔ مگر ہم کو اس وقت آپ کے طرز استدلال پر بحث ہے کہ آپ خواہ مخواہ انجیل کا لباس ملکی تحریک دینے والوں کو پہنا کر ہمدردی کے خواہاں ہیں اور یہ ہرگز مناسب نہیں۔ دونوں کو اُن کے حدود میں رہنے دیجئے۔ خدا کے کلام کی تحریف معنوی کرکے اپنا مطلب پورا نہ کریں۔

خادم ۔ جے۔ مکلین۔

خبریں

بمبئی کے عدم تعاون پیرسٹر مسٹر جیکار نے از سر نو وکالت شروع کردی۔ آپ کانگریس کے ساتھ اس بارہ میں متفق نہیں۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ حیدرآباد سندھ نے مسٹر مہاراج لوکرام سابق ایڈیٹر ہندو کو ۱۸ ماہ قید سخت کی سزا دی۔ مقدمہ کی سماعت دو گھنٹوں میں ختم ہوگئی مسٹر لوکرام کو ملا کر ہندو کے پانچ ایڈیٹر سزایاب ہوچکے ہیں بہت ہوئے۔

خبر ہے پنڈت لبسنت سنگھ جی نامدھاری جینی صاحب ہیں سرزاروں نامدھاریوں میں تقریر کرتے ہوئے زیر دفعہ ۷ گرفتار کر لئے گئے۔

آل انڈیا کانگریس ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس ۳۰ جون کو دہلی میں منعقد ہونا قرار پایا ہے سول نافرمانی کی تحقیقاتی کمیٹی بھی شامل ہوگی۔

پنجاب پراونشل کانگریس کمیٹی کی کارکن کمیٹی نے ایک رزولیوشن پاس کرکے صوبہ میں انفرادی سول نافرمانی کی اجازت دیدی۔ تردید ہوگئی۔

خبر ہے کہ چند روز میں رضا کاران کانگریس لاہور کے شراب خانوں پر پکٹنگ۔ شروع کردینے والے ہیں انہوں نے اپنے طور پر فیصلہ کرلیا ہے۔

پہرہ کے آغاز سے پیشتر ٹھیکہ داران شراب کو ایک ہفتہ کے اندر بکری بند کرنے کے لئے کہا جائیگا۔ نہ ماننے پر پہرہ شروع ہوجائیگا۔

بمبئی میں دو تین روز سے مسلسل بارش ہونے کے باعث بہت سے حصے پانی میں ڈوب گئے ہیں۔ بارشوں کا سلسلہ تمام جگہ شروع ہے۔

چھاؤنی لکھنؤ کی سڑک پر ایک یورپین لو لگنے کے باعث بیہوش ہوکر گر پڑا۔ گرتے ہی مرگیا۔ لاش

بمبئی کی انجمن ترقی نے گورنمنٹ کو تار دیا ہے کہ جنوبی افریقہ اور مشرقی افریقہ میں ہندوستانیوں کے خلاف نفرت پھیل رہی ہے جس کا اظہار مختلف سرکاری آرڈنینسوں کو منسوخ نہ کرایا گیا تو مشرقی افریقہ اور جنوبی افریقہ میں اور اس کے ساتھ ہی ہندوستان میں بے چینی کا خاتمہ کبھی نہیں ہوگا۔

شملہ میں دونوں ہندوستانی قانونی کونسلوں کی مشترکہ کمیٹی جو کہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء میں ترمیم کرنے کی غرض سے ایک بل پر غور کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ اس نے ۱۵ اجلاسوں کے بعد بل پر غور کرنا ختم کیا۔ رپورٹ پر سب ممبروں نے متفقہ طور پر دستخط کئے۔ رپورٹ میں ضابطہ کی ان دفعات کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ جن کا تعلق نسلی امتیاز سے ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق ایک خاص کمیٹی تحقیقات کررہی ہے۔

کلکتہ کے روزانہ ہندی اخبار کلکتہ سماچار کے جائنٹ ایڈیٹر پرنٹر پبلشر پر گذشتہ سال سارن کے بلوے میں پولیس سپرنٹنڈنٹ مسٹر رکٹ کی طرف سے جو ہتک عزت کا مقدمہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۵۰۰ کے تحت چل رہا تھا۔ اس کے بدلے انہوں نے مسٹر رکٹ کو تین ہزار روپیہ دیکر معافی مانگ لی۔ سستے چھوٹے۔

سشن جج کھلنا نے اس مقدمے کی سماعت کی جس میں ایک عورت بدیں الزام ماخوذ تھی کہ اس نے اپنے لڑکے کو قتل کردیا تھا۔ ملزمہ کو جج موصوف نے عبور دریائے شور کی سزا دی ہے۔

گورنمنٹ پنجاب کا ایک اعلان مظہر ہے کہ اخبار بندے ماترم کے ۱۵ جون کے ایک آرٹیکل میں شکایت کی گئی ہے کہ اس اخبار کے خطوط اور تار روکے جارہے ہیں۔ تاروں کو چھوڑ کر جو قانون تار کی دفعہ ۵ کے ماتحت آتی ہیں کسی شخص کی کوئی خط وکتابت وہ بذریعہ ڈاک ہو یا بذریعہ تار مطلقاً روکی نہیں جاتی۔ جب کبھی کوئی تار روکا جاتا ہے تو اس امر کی اطلاع پیغام بھیجنے والے کو دیجاتی ہے۔

سرہنری ولسن کے قاتلوں کا مقدمہ

لندن یکم جولائی۔ کنول اور بعبرین ملزمان قتل سرہنری ولسن کا چالان عدالت پولیس میں پیش ہوا۔ ان کے اصلی نام ریجنالڈ ڈون اور جوزف اوسلیوان ہیں کہا گیا ہے کہ وہ سابق سپاہی ہیں۔ ملزمان ہنستے کے ساتھ مسکراتے ہوئے کمرہ عدالت میں داخل ہوئے۔ انہوں نے اپنے خلاف شہادت کی ٹائپ شدہ رپورٹ کو دیکھا۔ خفیہ پولیس کے انسپکٹر نے کہا کہ اوسلیوان کے اسباب کی تلاشی سے آئرش والنٹیروں کا رسالہ برآمد ہوا اور گیلک زبان میں لکھی ہوئی ایک چٹھی جس میں درج تھا کہ میں جانتا ہوں کہ تم فری سٹیٹر نہیں ہو۔ ہم فری سٹیٹ کا کوئی گورنر منظور نہیں کرینگے۔ شاہی اطاعت کا حلف نہیں اٹھائینگے۔ نہ ہم یہ گوارا کرینگے کہ السٹر کو آئرلینڈ سے علیحدہ کرلیا جائے جنگ جاری رہنی چاہئے۔ نہ ہم ڈی ویلرا کے فرمانبردار ہیں اور نہ کولینز اور نہ گریفتھ کے۔ ہم صرف ریپبلک کے مطیع ہیں اور اگر ضرورت ہو تو اپنی جانیں دے سکتے ہیں

مسٹر شاستری کا اپنی کامیابی پر اطمینان

ملبورن ۳۰ جون۔ مسٹر شاستری نے ایک اخبار کے قائم مقام سے بیان کیا کہ میں نے باشندگان آسٹریلیا کو خلیق اور متواضع پایا۔ ہر جگہ لوگ بڑی مہربانی کے ساتھ مجھ سے پیش آئے۔ اس ملک میں افلاس کا کہیں سراغ نہ دیکھا۔ سب لوگ محنت پسند ہیں اپنے مشن کی بابت کہا کہ میں امید بھرے دل کے ساتھ جاتا ہوں کہ پوری کامیابی ہوگی۔ جن لوگوں سے میں ملا ہوں آج تک کسی نے میری تجاویز کی مخالفت نہیں کی۔

مسٹر شاستری نے ملبورن کے وزیر اعظم مسٹر

ہنس کے ساتھ بڑی دیر تک گفتگو کی۔ سڈنی کو جانے سے پہلے وزیر داخلہ کے ساتھ ملاقات کر کے اس سوال پر بات چیت کی کہ ہندوستانی تاجر اور سیاح جو آسٹریلیا میں آئیں ان کو روک ٹوک نہ ہو۔

جرمنی اور فرانس کی جھڑپ

برلن ۳۰ جون۔ جرمن سیلف پروٹیکشن کمپنی کو جو اپر سلیشیا کے شہر ہنڈن برگ پر قابض تھی۔ پولینڈ والوں کے ناکام حملے کے بعد فرانسیسی فوج نے جرمنوں کو گھیر لیا۔ اس پر طرفین سے مقابلہ ہوا جس میں ایک فرانسیسی اور ۱۷ جرمن ہلاک اور ۳ فرانسیسی اور ۱۷ جرمن مجروح ہوئے۔

مصنوعی موتی

پیرس یکم جولائی۔ ماہران سائنس اور ماہران جواہرات کا ایک جلسہ ہونے والا ہے جو اس امر پر غور کریگا کہ آیا قدرتی موتی اور مصنوعی موتیوں میں کوئی تمیز ہو سکتی ہے۔ دونوں قسم کے موتی کاٹے جائینگے۔ ان کو باہم ملا دیا جائیگا اور جہاں کہیں اختلاف رائے ہوگا ان موتیوں کو توڑ کر دیکھا جائیگا۔

قطب شمالی کے پار

کیپ ٹوم (الاسکا) ۳۰ جون۔ کپتان امڈسن قطب شمالی کو ہوائی جہاز کے ذریعہ عبور کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے ہیں۔ وہ شمالی گرین لینڈ کے مقام سپٹزبرگ میں اُترینگے۔ اور ۴۰ گھنٹے کے اندر سفر ختم کرینگے۔

روس میں ہر ایک تجارت سرکاری

ماسکو میں زیر صدارت مسٹر کراسن سوویٹ کے تاجر نمائندوں کی ایک کانفرنس ہوئی جس میں باتفاق رائے قرار پایا کہ ہر ایک تجارت سرکار کے زیر اہتمام رہنی چاہیے۔

ڈبلن اور بلفاسٹ کے مابین ریلوے کی آمد و رفت بند ہو گئی +

التماس

لودھیانہ پریسبٹری کی کلیساؤں کے پاسٹروں اور تمام ڈسٹرکٹ مشنریوں اور دیگر اصحاب سے درخواست کرتا ہوں کہ ازراہ شفقت پریسبٹریل ہوم مشن کے متعلق اپنا اپنا چندہ جلد ادا کریں کہ خزانہ میں گھاٹا نہ پڑ جائے۔ نیز یاد دلاتا ہوں کہ پریسبٹریل اور سنڈ اور جنرل اسمبلی کے فنڈوں کے لئے، فی شریک سالانہ چندہ ضرور عنایت کریں کیونکہ ان فنڈوں میں ابھی گھاٹا نظر آ رہا ہے۔ وعدہ کے ایفا میں چستی ہو۔

خادم پی۔ سی۔ اپل خزانچی۔ لودھیانہ پریسبٹری

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۱ سے آگے)

ہم آپکو بتلاتے ہیں غور سے پڑھیں۔ شریعت پر عمل کرنے والے راستباز ٹھہرائے جائینگے روم ۲: ۱۳ شریعت کے وسیلے گناہ کی پہچان ہی ہے روم ۳: ۲۰ بلکہ ہم تو شریعت کو قائم کرتے ہیں ۳: ۳۱ شریعت پاک اور روحانی ہے۔ روم ۷: ۱۲، ۱۴ یسوع مسیح شریعت کی غایت ہے روم ۱۰: ۴۔ دوسروں کو محبت کرنا شریعت کو پورا کرنا ہے روم ۱۳: ۸، ۱۰ خدا کی شریعت کی سچی تکمیل محبت سے تسلیم کی گئی ہے یہ پولس رسول کا شریعت کی بابت عقیدہ تھا۔ وہ اس شریعت کو شریعت نہ مانتا تھا جو غلامانہ پابندی و تابعداری کا تقاضا کرتی تھی۔ وہ خدا کی شریعت کو غلامی کی پابندی کے تقاضے سے بری ٹھہرا کر محبت و آزادگی کی تابعداری کا تقاضا کرنے والی شریعت ظاہر کرتا تھا۔ . . . . . .

. . . . مسیحی مذہب نے خدا کی شریعت کو اور اس کی تابعداری کو یہی معنے دیئے ہیں۔ کیا آپ غلامانہ و جاہلانہ اطاعت کا تقاضا کرنے والی شریعت کو شریعت کہینگے؟ کیا آپ ایک جاہلانہ خوف اور ڈر سے حکم ماننے کو شریعت کا فرمانبردار کہینگے؟ یا عالمانہ و عارفانہ آگاہی اور محبت کی فرمانبرداری کو شریعت کی پابندی کرنا تسلیم کرینگے۔ انہیں باتوں کے جواب پر مسیحیوں کی آزادی کے مفہوم کی سمجھ موقوف ہے۔

باقی جو کچھ پروفیسر ارنلڈ اور ڈیون پورٹ اور ڈاکٹر ڈریپر وغیرہ کے ناموں کیساتھ بیان کیا گیا ہے اس کا جواب رہا۔ سو اس سب کا جواب آپ نے خود ہماری جانب سے دیدیا ہے۔ فی الحال اس پر ہی قناعت کر لیتے ہیں۔ اگر ہمارے جواب سے تسلی نہ ہوئی تو پھر دیکھا جائیگا اور ساتھ ہی فی الحال آپ کے جواب پر کفایت کر کے آپ کو شریعت کا پابند تسلیم کرتے ہیں زیادہ حد ادب +

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

خود بھی لاکھوں خرچ کر چکے ہیں۔ کیا سچے عیسائی کی تلاش میں جانے آنے کا بوجھ بھی برداشت نہیں کر سکتے؟ اگر اسی قدر حوصلہ تھا تو ہم سے پہلے ہی سچے عیسائی کا پتہ نشان کیوں پوچھا تھا؟ اسی وقت جیب کو دیکھ کر دریافت فرماتے۔

ایک بات اپنے مشورے کی بابت بھی سنیئے۔ ہم انجیل کی عبارت زیر بحث نقل کر چکے ہیں جسے آپ نے سچے عیسائی کا معیار تسلیم کیا ہے۔ کیا آپ یا آپ کا کوئی مرید اس عبارت سے یہ بات نکال سکتا ہے۔ کہ "وہاں جا کر زہری سانپ اُن کے جسموں سے لپٹا کر فوٹو اُتروائیں اور تمام دنیا میں اس فوٹو کو تقسیم کر دیں"۔ معاصر یہ مطلب انجیل کی کون سی عبارت سے نکالتا ہے۔ اگر آپ کو ایسے اضافے انجیلی عبارات پر کرتے وقت کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا تو ہم تعجب نہیں کرتے کہ آپ کو ہند میں عموماً اور نورافشاں کے دفتر میں خصوصاً کیوں کوئی عیسائی نظر نہیں آتا؟ یا بصیرت کی بہت کمی ہے یا بصیرت حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اگر انہیں لاکھوں سے سچے عیسائی کے دیدار کی ٹھانی تھی تو آپ جیتے۔

شریعت مسیحیت اور آزادی

اس عنوان کا ایک مضمون ہمعصر اہلحدیث امرتسر مطبوعہ ۱۶ جون ۱۹۲۲ء میں نکلا ہے۔ مضمون نگار لکھتے ہیں کہ:-

"شریعت ایک ایسا مقدس قانون ہے جس کی حفاظت و صیانت خدا نے اپنے پاک رسولوں کی معرفت کرائی۔ ہم مسلمان جو شرائع انبیاء سابقین کے سچے پیرو ہیں اور جنہیں آج یہ فخر حاصل ہے کہ وہ امانت الٰہی کے حاملین میں شمار کئے جاتے ہیں اس بات کا یقین کامل رکھتے ہیں کہ شریعت خداوندی کبھی اور کسی زمانہ میں مرفوع نہیں ہوئی اور نہ ہوگی۔ اور نہ اس کے اقتداری نتائج سے کبھی غیر سودمندی کا خیال ہوا کیونکہ انسان کی باطنی کیفیت اور ظاہری نوعیت ایک نظام اور قانون کی محتاج ہے اور جب تک سلسلۂ نظام پر ہمارے تگ و دو کے جملہ مراتب و مراحل مبنی نہ ہوں اُس وقت تک بشری احتیاج کا غیر منقطع سلسلہ منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتا۔ اس لئے شریعت حقہ انسان کے لئے "تادم واپسیں ضروری اور لابدی" قرار پائی۔ سیدنا مسیح فرماتے ہیں۔

"میں پہلی شریعتوں کو منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ مغروروں نے جو تیری شریعت کے پیرو نہیں میرے لئے گڑھے کھودے ہیں"۔ ..... میں تیرے منہ کی شریعت کو حفظ کرونگا۔ زبور

"مگر پولس فرماتے ہیں۔ "کوئی خدا کے نزدیک شریعت سے راستباز نہیں ٹھہرتا۔ گلتی ۱۳: ۱۱-"

"مسیح نے اپنا جسم دے کے دشمن یعنے شریعت کے حکموں اور رسموں کو کھو دیا افسی ۲: ۱۵"

"شریعت قہر کا سبب ہے روم ۴: ۱۵" سبحان اللہ کس قدر آزادی ہے۔ باقی امثال کا نقل کرنا چونکہ خلاف تہذیب ہے اس لئے قلم انداز کرتے ہیں مگر جواب میں ان کی رعایت کی جائیگی۔

نورافشاں شریعت مسیحیت اور آزادی

ہم جواب میں اس قدر عرض کرینگے کہ (۱) لفظ شریعت کے مفہوم پر اتفاق ہے (۲) خداوند یسوع مسیح کے شریعت کو پورا کرنے پر بھی ہمیں اتفاق ہے۔ (۳) زبور میں بلاشک شریعت الٰہی کی تعریف میں کلمات مذکور آئے ہیں۔ اس پر بھی صاد کرتے ہیں مگر حضرت پولس کے بیان سے شروع کرکے مضمون کے آخر تک ہمیں معاصر سے اتفاق نہیں ہے۔

اس بات کو سمجھ لینا چاہیئے کہ شریعت کی پابندی اور تابعداری ایک ہی معنا کی نہیں ہوتی ایک پابندی ناقابل بھی کرتے ہیں۔ زور آور سے کوڑے مار کھا کر بھی شریعت کا پابند ہو سکتا ہے۔ ایک نامرد بھی ناقابل ہو کر شریعت کا پابند معلوم ہو سکتا ہے۔ ایک غلام بھی جبر و تشدد کے خوف سے شریعت کا پابند سمجھا جا سکتا ہے۔ ایک نوکر بھی محض حصول انعام کی خاطر اپنے آقا کی شریعت کا پابند دکھائی دے سکتا ہے۔ پس شریعت الٰہی کی پابندیاں مذکورہ پابندیاں ہیں۔ یہ ان پابندیوں سے مقصود شارع اور شریعت پورا نہیں ہو سکتا ہے۔ جس کے لئے شریعت کو شارع نے بنایا ہی نہیں وہ اگر شریعت کی پابندی کرتا معلوم ہووے تو اس کی پابندی شریعت کا ماننا نہیں کہلا سکتی۔ جن لوگوں کے لئے شارع نے شریعت کو وضع کیا ہے اگر ان لوگوں میں اور شارع میں محبت کا رشتہ قائم نہ ہو تو گو وہ لوگ شریعت کے پابند ہوں اُن کی پابندی غلامی محض ہوگی وہ پابند شریعت مثل جانوروں کے ہونگے وہ شارع کی مرضی کو صرف عذاب اور سزا سے بچنے کی غرض سے ماننے کی کوشش کرینگے مگر موقع پا کر شریعت سے آزادگی کے مزے بھی اُڑا لینگے۔ شریعت کی یہ پابندی درحقیقت غلام پابندوں کے لئے لعنت کا سبب ہے۔ اس معانی کی پابندی اور شریعت کسی کو راستباز نہیں ٹھہراتی۔ یسوع مسیح نے اسی شریعت کو نیست کیا ہے۔ جو صرف جابلانہ و غلامانہ پابندی کا تقاضا کرنے والی سمجھی جاتی تھی۔ انہیں معانی کی شریعت قہر کا سبب تھی۔

اس کے سوا حضرت پولس نے شریعت کو پورا کرنے کا بھی ذکر کیا ہے۔ افسوس ہے کہ آپ کو وقت پر وہ اقوال یاد نہ آئے (دیکھئے صفحہ ۱۰ کالم ۳)

کرسچن میوچوایل پروویڈنٹ فنڈ

لمیٹڈ-لاہور ۱۲/۴

مسیحیوں کا اپنا بیمہ فنڈ ہے جس میں ہر قوم ملت اور زقہ کے مسیحیوں کا بیمہ کیا جاتا ہے۔ منافع کے مالک بھی ممبران فنڈ ہی ہیں (سابقہ تخمینہ مالیت پانچسالہ میں بیس ہزار روپیہ کا منافع ہوا) اخراجات بہت ہی کم رکھے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ ڈائرکٹران فنڈ بلا معاوضہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ زندگی کا بیمہ تین اقسام میں منقسم ہے۔ بیواؤں و یتیموں کے لئے پنشن۔ بچوں کے لئے تعلیمی وظایف۔ بڑھاپے کی پنشن۔ کم حیثیت اشخاص کے لئے چار آنہ ماہوار تک جمع کیا جاتا ہے رقوم چندہ مقابلتہً کم رکھی گئی ہیں اڑھائی لاکھ روپیہ پنشنوں اور رقوم حق رسی اب تک ادا کیا جا چکا ہے سرمایہ قریباً تین لاکھ زر ضمانت قریباً سوا لاکھ سرکار میں جمع ہے ہر شہر و قصبہ میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ مفصل حالات کے لئے ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں۔

فیلڈ سکرٹری (پنجاب)

کرسچن میوچوایل پروویڈنٹ فنڈ لاہور

کرسچن بک سٹور لودھیانہ

اردو کی پہلی کتاب	۲ر	رومن پنجابی پرائمر	۱ر
" دوسری	۳ر	تیوہار	۵ر
صحت جسمی	۴ر	اسلام میں مسیح	۱ر
تیرتھ	۵ر	ینابیع الاسلام	۳ر
مسئلہ التخلیق	۶ر	ویدوں کی اصل	۳ر
صراط المستقیم	۸ر	دو سوال	۳ر

المشتہر

مینجر کرسچن بک سٹور لودھیانہ

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو بزبان انگریزی اور رومن اُردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں کلیسیائی خبریں اور کرسچن اینڈیور۔ کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں۔ سالانہ چندہ حسب تنخواہ خریداران ایک روپیہ سے تین روپیہ تک ہے۔ نمونے کا پرچہ سی۔ ایچ ہینڈی۔ بی۔ ایس۔ سی ایڈیٹر و مینجر مخزن مسیحی فتحگڈھ یو۔ پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جاری ہے۔ شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول

بٹالہ ضلع گورداسپور

نورافشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودھیانہ

۱۸۶۵ء سے قائم ہے

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے پہلی اپریل ۱۹۱۴ء سے تین جماعتیں لوئر پرائمری کی ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ حصہ ہائی کے طالب علم برائے حصول تعلیم سٹی مشن ہائی سکول میں داخل ہوتے ہیں۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری فی طالب علم چھ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔

کلاس فیس سرکاری فیس کا ⅔ ہے۔ متفرق خرچ اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جز کشا ۱عـ۔ سے ۲عـ۔ مالہ۔ کرد کونزل ۱عـ۔ سے ۳عـ۔ تک مل سکتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

مژدہ

مینجر نورافشاں کی طرف سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جو خریدار ایک نیا خریدار نورافشاں بنا کر اس کا پتہ مینجر کے دفتر میں بھیجدیوے اور ان کے نام پر نورافشاں کم از کم ایک سال کے لئے جاری کرا دیوے تو ایسے خریدار کو ایک ماہ مفت اخبار دیا جائیگا۔

مینجر نورافشاں

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔اے مینجر نورافشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا ٭